رجسٹرڈ نمبر

ا ۲۰۳۶/۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیماں خوشتر · خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد · می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار

پانزدہ روزہ

سالانہ چندہ ۲ | فی پرچہ ۱/

جلد | کاکوری چہارشنبہ ۱۶ اپریل ۱۹۴۱ء مطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ | نمبر ۲۴

ادبیات

غزل جناب منشی نبی الحسن صاحب علوی بی۔ اے شمیم (کاکوروی)

میں انتہائے شوق وہ رشک جمال ہے
میری کوئی مثال نہ اُس کی مثال ہے

پابندیوں کے ساتھ رہائی ہوئی نصیب
سوئے چمن نگاہ اٹھانا محال ہے

تھی ہونے والی بات شکست وفائے عہد
مجھکو خیال ہے نہ اُنھیں کو خیال ہے

میری طرح سے وہ بھی تڑپتے ہیں رات بھر
اے اضطراب شوق یہ تیرا کمال ہے

جلوے ہیں بے شمار مرے اُن کے درمیان
اتنا ہجوم ہے کہ نظر پائمال ہے

دیکھا اُنھیں ضرور مگر نزع میں شمیم
جس بات کی خوشی ہو اسی کا ملال ہے

چاندنی رات

کائنات نے سیمیں ملبوس پہن رکھا تھا۔

چاند کی کرنوں کے نورانی تیر دل سے گذر کر روح میں پیوست ہو رہے تھے۔ ندی شیال چاندنی کی نہر معلوم ہوتی تھی۔

گلشن میں سرور آمیز خاموشی تھی۔

ہر باد دل بصارت کے لئے سرمۂ معجز اثر تھی۔

ہر شئے سیلاب نور میں ڈوبی ہوئی تھی۔

میری آنکھیں تھی اور قرص مہتاب

مگر یہ ان دنوں کی کہانی ہے۔ جب میرا دل اور میری محبت جوان تھی جب چاند مجھے کسی کے عارض روشن کی یاد دلاتا تھا۔

اب بھی چاند روشن ہے اس کا حُسن ایک عالم کو مسحور کئے ہوئے ہے مگر میرے لئے اب "چاند" صرف ایک خواب دلآویز ہے۔ جس کی یاد ہی میرے لئے یادگار ہے۔ شاندار ماضی کی۔

اب تو میرا دل حسرتوں اور آرزوؤں کا مدفن ہے۔ جس کے لئے چاند کی معجز نما چاندنی بے کیف ہے۔

ع۔ کیا لُطف "چاندنی" کا جب دل ہی بجھ گیا ہو۔

سہ جگ سارا سُوتا ہے آنکھوں کا کیا حال ہوا
دنیا آگے بستی تھی۔ دنیا اب بھی بستی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۷	کاکوری چہارشنبہ ۱۶ اپریل سنہ ۴۱ء	نمبر ۲۴

آقائے دوجہان حضور رسالتمآب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مسلمانوں کیلئے سراپا سبق ہے

ربیع الاوّل کا مبارک مہینہ تمام فرزندان توحید کے لئے ایک خاص خوشی و مسرت کا مہینہ ہے سوائے ماہ رمضان کے اس سے بڑھ کر مسلمانوں کے لئے کوئی مہینہ مبارک و سعید نہیں۔ اور اس مہینہ کی عید (۱۲ ربیع الاوّل) سے بڑھ کر ایک کلمہ گو مسلمان کے لئے کوئی دوسری عید نہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہئے کہ نہایت دھوم دھام سے اس عید کی خوشی منانے کی تیاریاں کیا کریں۔ فرقہ بندیاں چھوڑ کر اتحاد و تنظیم کے ساتھ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں اور اپنے آقائے رحمت کی شان کے مطابق اُنکی سالگرہ یعنی ۱۲ ربیع الاوّل کو خصوصاً اور تمام مہینہ میں عموماً خوشیاں منائیں اور دنیا کو دکھا دیں کہ فرزندان توحید تمام عالم اسلام میں کس اتفاق و اتحاد اور شان و شوکت کے ساتھ اپنے آقا کی محبت و عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

مسلمانو! جب تمہارا مذہب تمام مذاہب عالم سے بالاتر اور سچا ہے اور جیسے تمہارے مذہب کے اصول زرّین و شاندار ہیں ویسے ہی اس مذہب کا لانے والا بھی تمام نبیوں سے افضل و برتر ہے۔ اپنے برتر نبی کے رتبے کے مطابق اس ماہ میں خصوصاً جلسے منعقد کرو اور اتفاق و اتحاد کے ساتھ خوشی مناؤ تاکہ دنیا کو تمہاری محبت اور عقیدت کا جو تم سرکار دو عالم کے ساتھ رکھتے ہو یقین ہو جائے۔ اس موقع پر مسلمانوں کو تبلیغ کا فرض بھی جو اُن کے ذمہ ہے فراموش نہ کرنا چاہئے اور تمام مذاہب کے چیدہ آدمیوں کو جلسہ عید میلاد کے موقع پر دعوت دینی چاہئے کہ لو آؤ اور دیکھو کہ ہمارے نبی نے دنیا میں آکر کیا کیا زرّین کارنامے کئے ہیں اور ہمارا نبی برحق کیا پیغام خدا کے پاس سے لایا ہے۔ آپکی متبرک ہستی کے روزمرہ کی زندگی کے حالات کیا پاکیزہ ہیں کس شاندار سادگی کے ساتھ آپ نے اسلام کے زرّین اصولوں پر عمل کیا اور کیسی سنجیدگی سے آپنے اپنے پیرودں کو اسلام کے شاہراہ پر نمونہ بن کر دکھایا۔

ان جلسوں میں شاہ و گدا کو یکساں دعوت توحید دینا چاہئے۔ حاکم و محکوم کو، برہمن و اچھوت کو ایک ہی چھت کے نیچے ایک ہی مقام پر جمع کرنے کی کوشش ہو اور بتایا جائے کہ اسلام نے رنگ و نسل کا امتیاز قطعی مٹا دیا ہے۔ یہاں شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے۔ حاکم و محکوم کی مطلق کوئی تمیز نہیں۔ سب مسلمان ایسے جلسوں میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں۔ برادرانہ محبّت کے پُرجوش مظاہرے کریں اور سنجیدہ و زوردار تقریریں ہوں۔ اسلام کو اس خوبصورتی سے غیروں کے سامنے پیش کیا جائے کہ جو بے اثر ثابت نہ ہوں۔

حضور سرور دو عالم کی زندگی کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اتفاق و اتحاد، عفو و رحم۔ اخلاق و مساوات۔ خدا ترسی و دلداری۔ خوش طبعی و سنجیدگی۔ شفقت و مہربانی۔ حیا و شرم۔ انصاف و عدل۔ فہم و فراست۔ فروتنی و انکسار۔ شجاعت و دلیری کے ملے جُلے جذبات کا پتہ چلتا ہے جو ایک انسان میں بیک وقت جمع ہونا مشکل اور ناممکن ہے مگر پیغمبر آخر الزماں ان سب اوصاف کے مالک تھے۔ مسلمانوں کو حضور کی زندگی کے ایک ایک واقعہ پر غور کرنا چاہئے اور زندگی کے ایک ایک لمحہ سے سبق لینا چاہئے۔

حضور سرور دو عالم اپنی اُمت کے لیے پیغام رحمت بن کر آئے اور آپ نے جن اخلاق حسنہ کے جو جو نمونے پیش کئے کسی دوسرے مذہب کے بانی نے ایسی عملی زندگی کا ثبوت نہیں دیا۔ آپ کی زندگی کی ہر جُنبش اور آپ کا ہر فعل اُمت مرحومہ کے لئے قابل تقلید ہے۔

ماؤں کو چاہئے کہ اس مبارک مہینہ میں خصوصاً اپنے بچوں کو نبی برحق کی زندگی کے حالات سُنائیں اور آپ کی ابتدائی زندگی میں جو تکالیف و مصائب ایک یتیم بچّہ کی حیثیت میں برداشت کرنے پڑے تھے۔ بچّوں کو سمجھائیں۔ آپ نے یتیمی کی زندگی نہایت غریبی اور بیچارگی کے عالم میں گزار کر آخر وہ درجہ حاصل کیا کہ جس کے لیے

دیگر مصلحان قوم و دین رشک کرتے ہیں۔ آپ نے وہ شرف حاصل کیا جو کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوا تھا کہ آپ افضل البشر کہلائے۔ آپ ایسا کمل مذہب لے کر آئے جو قدرت کے عین مطابق ہے جسکے اصول نہایت دلکش اور سیدھے ہیں کہ فوراً انسان کے سمجھ میں آجاتے ہیں۔ چنانچہ آج دنیا کی مہذب ترین اقوام کے عقلا اور سائنس داں ایک سچے مذہب کے متلاشی اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو عقل صحیح کے مطابق ہے اور جس نے بنی نوع انسانوں کو بہت سی آسانیاں بہم پہونچائی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے برگزیدہ نبی کی سالگرہ اور پیدائش کی خوشی میں جہاں تک ہوسکے اُن کی شان عالیہ کے مطابق جلسے کریں جن سے عقیدت کا اظہار ہو۔ حضور کے اوصاف کا بغور مطالعہ کریں اور ہر ممکن طریقہ پر حضور کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کے زرین ارشادات پر غور ہو اور اُن کے مطابق عمل کرنے کی کوشش ہو۔ آپ کے اقوال پر عمل اور آپ کے اوصاف کی تقلید کرنے سے ہمیں دونوں جہان کی فلاح اور مسرتیں حاصل ہونگی اور اسی سے ہماری روح کو حقیقی تسکین ہو سکتی ہے۔

کاش کہ ہماری قصبہ کی سیرت کمیٹی ایسی زور دار ہوتی کہ اس مبارک مہینے میں جلسوں کا انتظام کرتی۔ جناب محترم قاضی منتظر سلطان صاحب عباسی نے اس قسم کے جلسونکی بنا ڈالی تھی افسوس کہ اسوقت موصوف یہاں موجود نہیں ہیں کیا اور کوئی باہمت بزرگ اس طرف متوجہ ہوں گے اور جلسہ منعقد کرنے کا انتظام کریں گے؟

سچی بات

ایک میز پر دو کتابیں رکھی ہیں۔ ایک میں آیات قرآنی ہیں اور دوسری میں ترغیبات شیطانی۔ دونوں کتابیں شکل و صورت میں یکساں ہیں۔ لکھائی چھپائی دونوں کی نہایت اعلیٰ ہے اور بظاہر دونوں نہایت خوشنما اور نظر فریب معلوم ہوتی ہیں۔

ان دونوں کتابوں کو اٹھایا جاتا ہے۔ ایک کے اوراق پر جب نگاہ پڑتی ہے تو اُسے نفرت و حقارت سے ایک طرف ڈالدیا جاتا ہے اور دوسری کتاب جس میں آیات قرآنی موجود ہیں اُسے نہایت احتیاط سے کسی محفوظ جگہ رکھ دیا جاتا ہے۔

ان دونوں کتابوں کی صورت یکساں ہے۔ لاگت برابر ہے۔ لیکن ایک پر ذلت آمیز نگاہ پڑتی ہے اور دوسری کو قابل احترام و باعث برکت خیال کیا جاتا ہے حالانکہ دونوں ظاہری صورت میں یکساں معلوم ہوتی ہیں۔

انسان کی کیفیت بھی بالکل یہی ہے۔ دو انسان بظاہر یکساں معلوم ہوتے ہیں لیکن ایک کا دل شیطانی ولولوں سے بھرا ہوا ہے اور دوسرے کے قلب میں انوار الٰہی کی تجلیاں موجزن ہیں۔ بظاہر دونوں انسان یکساں نظر آتے ہیں اور انسان کہلاتے ہیں لیکن ایک کو دنیا احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور دوسرے کو ذلت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ ہمارا وطن "کاکوری" جس نے کبھی انتہائی عروج کا زمانہ دیکھا ہے وہ اب ادبار و نکبت کے اسقدر عمیق غار تک پہونچ چکا ہے کہ بقول بعضے دردمند و مخلص اہل وطن کے اب اس کا اُبھرنا معلوم۔ اس کے اسباب پر جب غور کیا گیا تو بالاتفاق یہی رائے قرار پائی کہ ہم نے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنا چھوڑا۔ ان میں ایثار و قربانی کے جذبہ کے ساتھ ساتھ اسلامی جوش و حمیت بدرجۂ اتم موجود تھا اور باہمی رواداری، اخلاص، ایک دوسرے کی امداد اور خوش اخلاقی کے لئے ضرب المثال تھے۔ اب کیا ہے بدنفسی۔ رعونت۔ حسد۔ ریا اور منافقانہ طرز عمل کا دور دورہ ہے پارٹی بازی اور تفرقہ اندازی میں مزہ آتا ہے۔ صحیح و سیدھی راہ بتانے والا مردود و گردن زدنی۔ یہی وہ اوصاف ہیں جنھوں نے ہمکو دوسروں کی نگاہوں میں ذلیل کر رکھا ہے۔ ہم بے وقعت ہو چکے ہیں لیکن احساس نہیں ہوتا۔ جذبۂ ایمانی پر چوٹ لگنے کا ادراک ہی جاتا رہا ہے۔ ان اوصاف کے ہوتے ہوئے ہمالیے ارباب وطن کہاں تک اس کے اہل ہیں کہ اُن کا احترام اپنوں اور غیروں کی نگاہ میں ہوگا۔

آج کی اشاعت میں کاکوری اخبار کی پنجسالہ باقی داران کی فہرست بعض مخلص احباب کے اصرار پر ہم شائع کر رہے ہیں اس کو سرسری نگاہ سے نہ دیکھئے گا بغور پڑھئے اور بتلائیے کہ کون انوار الٰہی کی تجلیوں کی فہرست میں درج ہونے کے قابل ہیں اور کس کو شیطانی جذبات کا مطیع سمجھ کر کالی کتاب میں لکھا جائے۔ اس فہرست میں وہ نام شامل نہیں کئے گئے جو

مر چکے ہیں اور ہم اُن کو اس مواخذہ سے پاک کرتے ہوئے [illegible] کی رقم معاف کرتے ہیں۔

اس طویل فہرست کو دیکھئے اور فیصلہ کیجئے کہ کس قدر ہمارے لئے حوصلہ شکن ہے جبکہ ہم نے اس پنجسالہ دور میں کبھی سوائے چندہ یا ترقی اشاعت اخبار کے لئے کوشش کی اپیل کے کسی قسم کے عطیات کی خواہش نہیں کی بلکہ بعض ہمدردان وطن نے اگر کبھی اس مد میں کچھ دینا بھی چاہا تو ہم نے بصد شکریہ عطیہ لینے سے انکار کیا۔ ایک ہمدرد وطن اور ہمارے مخلص دوست شیخ محمد امتیاز علی صاحب نے حیدرآباد سے ایک تحریک یہ کی تھی کہ کاکوری کے مقتدر خریدار اخبار کو ہر شخص تک پہونچانے کے لئے ایک ایک چندہ زائد ادا کریں تاکہ اس رقم سے ایک غریب اہل وطن کے نام اخبار جاری کر دیا جائے یا جو نصف چندہ ادا کر سکیں تو ایسے دو خریداروں کو اخبار پہونچ سکے گا۔ اس تحریک کی تائید صرف ڈاکٹر عزیز حسن صاحب صدیقی نے عملی طریقہ پر کی اور ایک سال زائد رقم بھیجی تھی مگر مکرمی شیخ صاحب ۴ سال سے برابر ایک سالانہ چندہ زائد بھیج رہے ہیں جس سے ایک ادارہ کو مفت اخبار اُس رقم سے دیا جا رہا ہے۔

ہمارے اُن اہل وطن نے جو عطیات کے لئے مصر تھے خصوصاً اور عام طور پر عموماً کسی نے بھی اس تحریک کی جانب اعتنا نہیں فرمایا۔ داستان بڑی ہے اور وقت کم اسوقت ہم کو ناظرین سے صرف یہ عرض کرنا کہ وہ جلد سے جلد اپنی تجویز سے مشکور فرمائیں کہ اخبار جاری رکھا جائے یا بند کر دیا جائے کیونکہ اس اشاعت کے بعد اخبار کا نیا سال شروع ہوگا۔ اور اس گرانی کے ایام میں جبکہ کاغذ کی قیمت [illegible] ریم سے بڑھ کر [illegible] ہو گئی ہے ہمارے لئے کہاں تک ممکن ہے کہ اخبار کو جاری رکھیں جبکہ چندہ دہندگان میں سے تھوڑے ہی ایسے ہیں کہ اخبار کی مالی حالت کا خیال رکھ کر وقت پر چندہ ادا کرتے ہیں۔ اگر اخبار کو بند کرنے کی نوبت آئی تو جن معاونین کا چندہ اخبار کے ذمہ فاضل ہوگا وہ حساب کر کے بقیہ رقم بصد شکریہ واپس کر دی جائے گی۔

اللہ بس۔ باقی ہوس

لہاسہ میں بکرے کی قربانیکی رسم

لہاسہ مشن کی ۱۹۳۶ء کی جو ڈائری چھپی ہے اس میں وہاں قربانی کے بکرے کی رسم کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے اسمیں بتایا گیا ہے کہ کسطرح وہاں کے لوگ بھیڑ کی کھال بدن پر اور کھال کی گاؤدم شکل ٹوپیاں پہنتے اور اپنے چہروں کو آدھا سفید اور آدھا کالا رنگتے ہیں۔ اس رسم کے موقعہ پر آدمی ہی صدقہ کے بکروں کے بھیس میں ہوتے ہیں۔ اس کا کچھ دلچسپ حال نیچے لکھا جاتا ہے۔

کاشنگ کے آنیکے بعد اور جب شنگوس اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں تو پہلے دعا مانگی جاتی ہے۔ اسکے بعد سیاہ ٹوپیوں والے چند جادوگر ناچتے ہیں۔ اسی دوران میں ایک درویش زرد چوغہ اور تاج پہنے ہوئے رسم کی جگہ کے عین بیچ میں بیٹھ جاتا ہے۔ جو آنیوالی کارروائیوں میں پنچ کا کام کرتا ہے۔ اسکے بعد ایک مٹھ کے اندر سے صدقہ کے بکرے نکلتے ہیں۔ اور اسی وقت لوگ ایک ساتھ تالیاں اور سیٹیاں بجانا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بکرے نہیں۔ بلکہ بھیڑ کی کھالیں اور کھالکی گاؤدم شکل ٹوپیاں پہنے ہوئے وہی آدمی ہوتے ہیں جنکے چہرے آدھے سیاہ اور آدھے سفید رنگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بہت ہی عجیب دکھائی دیتے ہیں اسی دوران میں وہ آدمی اُچھلنا کودنا شروع کرتے ہیں اسی حالت میں انھیں تبت کی حکومت کی طرف سے بھیجا ہوا ریشم۔ غلہ اور کپڑا وغیرہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور تماشائی بھی اپنے تحفوں کو چادروں میں لپیٹ کر انکی طرف پھینکتے ہیں۔ اسکے بعد ایک بہروپیا [illegible] ہے۔ اور گاتا ہے جس ناچ میں قربانی کا بکرا کالی ٹوپیاں پہن کر ناچنے والوں کو للکار کر بدھ مت کے اپدیش پر آوازیں کستا ہے۔ اور اسکو جھوٹا بتلاتا ہے۔

پاسے سے فیصلہ

سچ اور جھوٹ کا فیصلہ پاسے ڈال کر ہوتا ہے۔ کالے ٹوپ والے کے پاسے میں سب طرف چھ نقطے ہوتے ہیں۔ اسلئے ظاہر ہے کہ جیت ہمیشہ اسی کی ہوتی ہے۔ فیصلہ ہوتے ہی قربانی کے دونوں بکروں کو شہر چھوڑنا پڑتا ہے۔ ایک شمال کی طرف جاتا ہے۔ دوسرا جنوب کیطرف۔ جونہی یہ بھاگتے ہیں۔ تماشائی تالیاں اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔ اور انھیں طرح طرح کے تحفے دیتے ہیں۔ تاکہ انھیں شہر چھوڑنے کا رنج نہ ہو۔ اور وہ ہنسی خوشی جائیں۔

اس کے بعد قربانی کے بکروں کو بھگانے کے لئے مٹھ کے اندر سے نیلی۔ پیلی لال اور ہری نقابیں چہرے پر ڈالے چند دیوتا نکلتے ہیں۔ ان کے پیچھے ایک عورت ہوتی ہے۔ جس کا سر موتیوں کی مالا دار چادر سے ڈھکا ہوتا ہے۔ یہ ایک دیوی ہوتی ہے۔ جو یہ دیکھنے نکلتی ہے کہ قربانی یعنی صدقے کے بکرے اپنے ہمراہ گاؤں کے تمام گناہوں کے ساتھ کہیں گاؤں کی تقدیر بھی نہ لے جائیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد یہ دیوی ان بکروں سے

گاؤں کی تقدیر چھین کر واپس آجاتی ہے۔ اس کے بعد دیوتاؤں کا مختصر سا ناچ ہوتا ہے۔ ناچ کے بعد سب کے سب مٹھ کے اندر چلے جاتے ہیں۔ بہت سے درویش باہر آتے ہیں۔ اور کھلی جگہ کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ قائمقام پروہت ہاتھ میں ایک برتن اٹھاتا ہے اور ایک دوسرا پروہت اس میں بکثرت دال کر پانی ڈالتا ہے قائمقام پروہت گھنٹے اور گھڑیال کی آواز کے ساتھ ساتھ بڑے زور سے منتر پڑھتا ہے۔

اس رسم کے ختم ہو جانے پر یہ پروہت جنوب کی طرف جانیوالے صدقے کے بکروں کے پیچھے جاتا ہے۔ انکے پیچھے گینڈن کے جاماتری لپیٹے ہوئے ایک پیلے جاتے کے سایہ میں جاتے ہیں۔ اسکے بعد الہام کرنے والا ایک آدمی نفیری کی آواز کے ساتھ ساتھ مٹھ سے نکلتا ہے۔ اور ننگی تلوار اور تیر کو ہاتھ میں لے کر بڑے پیچ وتاب کے ساتھ کاشک کے سامنے ناچتا ہے۔ جب وہ ناچتے ناچتے تھک جاتا ہے تو اسے رومال کی شکل میں کپڑے بھینٹ میں دیئے جاتے ہیں۔ جلدی ہی جب وہ پھر سے ناچنے لگ جاتا ہے۔ تو اسے جلوس کے پیچھے پیچھے لے جایا جاتا ہے۔

انکار کا مطلب بدقسمتی اس سے پہلے صدقے کا صرف ایک ہی بکرا ہوتا تھا۔ لیکن حال ہی میں ایک اور بڑھا دیا گیا ہے۔ جو کنڈیلنگ مونسٹری کی طرف سے ہوتا ہے۔ جلسہ کے ایک ہفتہ پہلے صدقے کے بکرے اپنی خواہش کے مطابق شہر میں آزادی سے گھومتے ہیں۔ اور جو بھی چیزیں مانگتے ہیں۔ شہر والے بڑی خوشی سے دیتے ہیں۔ کیونکہ انھیں کسی چیز کے دینے سے انکار کرنا بدقسمتی کو دعوت دینا ہے۔ جب وہ لہاسہ سے چلتے ہیں تو انہیں سے ایک سامنے اور دوسرا ایمپو کی طرف جاتا ہے۔ انہیں سے ایک کو جو سامنے کی طرف جاتا تھا۔ مونسٹری کی گون۔ کھنگ میں ایک ہفتہ گزارنا پڑتا تھا۔ لیکن آجکل وہ دروازے پر ہی ٹھہرتا ہے کیونکہ پچھلی دفعہ صدقہ کے بہت سے بکرے گون کھنگ میں جو کہ عجائب گھر اور خطرناک جگہ ہے۔ ڈر کی وجہ سے مر گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ رسم بہت پرانی ہے۔ اور تبت کے راجوں کے زمانہ سے چلی آتی ہے۔ یہ رسم شروع میں شاید خوشحالی کی رسم ہوتی تھی۔ کیونکہ اسکے بعد ہی کھیتوں میں کام شروع ہو جاتا ہے۔

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ ناظرین و احباب اور جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گزارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں و اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں (اڈیٹر)

موسم:۔ دفعتاً گرمی زیادہ ہونے لگی ہے۔ دن کو وقت ہوا میں کافی حدت پیدا ہو گئی ہے۔ رات کو بھی اب خنکی نہیں ہوتی۔ برآمدوں سے صحن میں آجانا پڑا ہے۔ رضائیاں تو رکھدی گئیں۔ البتہ کچھ رات گئے چادر اوڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ باغات امسال تیز ہوا اور ابر و بوندا باندی سے کافی نقصان ہو چکا۔ قلمی باغات میں تو کچھ ہے بھی تخمی باغوں میں بہت ہی کم آموں کا ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سال گذشتہ کے مقابلہ میں بہار آم بہت کم ہے۔

آب وہوا: نزلاوی بخار کی شکایات سُنی گئیں ہیں۔ اور بچوں کے چیچک نکلنے کی اطلاعات ملی ہیں اللہ رحم فرمائے اور سب کو محفوظ و مامون رکھے۔

زیارت موئے شریف:۔ حسب دستور قدیمہ ۱۱ر ربیع الاول کو (دہ تکیہ نظام) زنانی اور ۱۲ر تاریخ کو (تکیہ شریف پر) مردانی زیارتیں بعد نماز عصر ہوئیں تھیں۔ دونوں جگہ اجتماع کثیر تھا اور زیارت کے بعد پنج آیت پڑھی گئی اور فاتحہ خوانی ہونے کے بعد حاضرین کو شیرینی تقسیم ہوئی۔ مولوی محلہ

جلسۂ وعظ:۔ تھانہ بھون کا وفد "تبلیغ حق" جس میں مولوی عبدالجبار خانصاحب و مولوی ابرارالحسن صاحب شامل تھے ہردوئی و سندیلہ وغیرہ کا دورہ کرتا ہوا ۱۱ر اپریل بروز جمعہ کاکوری ہونچا اور شام کو بمقام مولوی محلہ (لال املی) مولوی خلیل الدین خان بہادر مرحوم کے احاطہ میں ہر دو صاحبان کا وعظ ہوا۔ قصبہ میں بذریعہ ڈھول منادی منجانب حاجی مولوی انوارالحسن صاحب کرادی گئی تھی۔ اجتماع بہت اچھا ہو گیا تھا اور مستورات بھی جسکے لئے پردہ کا خاص اہتمام کیا گیا تھا کافی تعداد میں موجود تھیں۔ ہر دو مولوی صاحبان نے مسلمانوں کی موجودہ پستی کے اسباب بیان کرتے ہوئے اسلامی روایات۔ احادیث اور کلام پاک سے مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہنے اور دینی شعار اختیار کرنے کی بہت سی تمثیلیں بیان کیں اور ہدایت کی اچھی صحبتوں میں بیٹھنا جن سے اخلاق درست ہوں اور

مذہبی کتابوں اور بزرگوں کی تصانیف و ملفوظات کو پڑھنا اور اُن سے استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔

بقیہ فہرست طلبا جو سنہ ۴۱ء میں شریک امتحان ہوئے ہیں

(۱) محمد واسط علی عباسی (محلہ قلعہ) الیف۔اے (فائنل) عثمانیہ یونیورسٹی
(۲) محمد بشیر احمد (چودھری محلہ) الیف۔اے (سال اول) گورنمنٹ انٹر کالج فیض آباد
(۳) عمیرہ خاتون (مولوی محلہ) " " دہلی
(۴) توقیر الدین علوی (برگدلہ) میٹرک (فائنل) پرائیویٹ
(۵) محمد خلیل (احاطہ کرامت اللہ خاں) " گورنمنٹ اسکول الہ آباد۔
(۶) عزت علی (مولوی محلہ) " (جونیر) دہلی۔
(۷) راحت علی " " مڈل (فائنل) دہلی۔
(۸) عاقلہ بانو (کونہ ملا) مڈل " مسلم گرلز انٹر کالج۔ لکھنؤ۔

صحت و تندرستی:۔ (۱) مولوی ضمیر الدین علوی (قاضی گڑھی) کو گذشتہ ہفتہ میں شدید انفلوئنزا ہو گیا تھا کئی دن بخار تیز آیا اب بفضلہ اچھے ہیں اور بتدریج مرض کے اثرات کم ہو رہے ہیں۔ ضعف کافی ہو گیا ہے۔ بخار ابھی بالکل دفع نہیں ہوا خدا جلد صحت دے۔

(۲) والدۂ مولوی حنیف الدین کی طبیعت مائل بصحت ہے لیکن ضعف اور موسمی اثرات کی وجہ سے کبھی کبھی اختلاجی تکلیف ہو جاتی ہے۔ پہلے کے مقابلہ میں بہت سکون ہے۔

علالتیں:۔ (۱) مولوی نجیب الدین حیدر خلف اکبر مولوی اعتماد الدین حیدر (فتحپور) میں دو ماہ سے علیل تھے گردوں اور مثانہ میں شدید حدت پیدا ہو گئی تھی اور پیشاب میں خون آنے لگا تھا۔ علاج سے کچھ سکون ہو چلا تھا کہ اپنی بہن کی نعش کے ساتھ کاکوری آ گئے اس ہیجان و حادثہ کے اثرات نے طبیعت بہت نڈھال کر دی اور تکالیف بہت بڑھ گئی۔ مقامی ڈاکٹروں کے مشورہ سے فوراً انکو میڈیکل کالج میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو جلد صحت کاملہ عطا فرماکر چھوٹے بھائیوں اور بہنوں کو مطمئن فرمائے۔

(۲) ماسٹر اظہار الحسن (محلہ ساگر) کے بواسیری متورم مسّے کا زخم اندر کی جانب مندمل ہو چکا لیکن باہر کی طرف جو زخم ہے وہ ابھی بھرا نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے ابھی تکلیف ہے۔ بخار میں بہت کمی ہے۔ ضعف شدید ہو گیا ہے۔ خدا کرے ماسٹر صاحب کو جلد صحت حاصل ہو اور انکی تکلیف دفع ہو۔

(۳) چودھری محمد طیب (چودھری محلہ) کا بخار ابھی کم نہیں ہوا ہے۔ کان میں درد اب نہیں ہے اور ہچکی کی تکلیف بھی دفع ہو گئی ہے ضعف بہت ہو گیا ہے۔ خداوند کریم چودھری صاحب کو جلد صحت عطا فرمائے

حادثات:۔ (۱) ۲ اپریل سنہ ۴۱ء کو محسن علی شاہ (چودھری محلہ) نے شدید علالت کے بعد اس دنیا سے رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے انسان اور پرانی وضع کے سچے نمونہ تھے۔ آخر وقت تک زندگی نہایت وضعداری سے گزاری۔ خوش اوقات بزرگ تھے۔ ہر شخص سے نہایت اخلاص و محبت سے ملتے تھے۔ اپنے جناب والد کے روایات کو خوب نباہا اور سالانہ اعراس اچھے پیمانہ پر کرتے رہے۔ شاہ صاحب کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی صرف تین لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑیں۔ ہم کو اس حادثہ میں اُن کی صاحبزادیوں اور دیگر اعزہ سے دلی ہمدردی ہے خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا ہو۔

(۲) ۱۰ اپریل سنہ ۴۱ء کو ۵ بجے سہ پہر کے وقت مولوی اعتماد الدین حیدر مرحوم کی بیوہ بیٹی کی لاش فتحپور سے بذریعہ لاری کاکوری آئی اور ۱۱ تاریخ کو علی الصباح سپرد خاک ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون معلوم ہوا کہ مرحومہ ایک سال سے زائد عرصہ سے مرض دق میں علیل تھیں درمیان میں کچھ سکون ہو گیا تھا دوبارہ حملہ سے جانبری نہ ہو سکی۔ مرحومہ کو ضیق النفس کی شکایت عرصہ سے تھی۔ والدین کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تھا۔ اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کی پرورش و دیکھ بھال اور انتظام خانہ داری میں مصروف رہیں۔ شادی کے چند ہی روز بعد بیوہ ہو گئی تھیں۔ اب عرصہ سے فتحپور میں اپنے بھائی کے ساتھ مقیم تھیں۔ بہت خوش سلیقہ اور منتظم عورتوں میں شمار کی جاتی تھیں بے نام و نشان دنیا سے گئیں کوئی یادگار نہیں چھوڑی۔ ہم مرحومہ کے بھائی بہنوں سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے صبر و سکون حاصل ہونے اور مرحومہ کی مغفرت کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے ہیں۔

متفرقات:- (۱) مولوی امین الدین علوی بعد ختم رخصت ۱۰ اپریل کو حیدر آباد واپس گئے۔

(۲) معلوم ہوا کہ ۵ اپریل ۱۹۴۱ء کو سینچر کی بازار میں بمقام کٹرہ شیو کمار کانگریسی ساکن موضع سردسہ مضافات کاکوری ستیہ گرہ کرتے ہوئے گرفتار ہوا اور کانگریس منڈل موضع سردسہ کی تلاشی بھی پولیس نے لی۔

(۳) میر نذر علی علوی وزد اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۸ ربیع الاول بروز چہار شنبہ حضرت خداوند نعمت مولٰنا شاہ حبیب حیدر قلندرؒ اور حضرت مولانا شاہ تقی حیدر قلندرؒ (ہر دو حضرات) کا فاتحہ ساتھ ہی ہوگا۔ ۸ بجے صبح سے دوپہر تک اور ظہر کے بعد سے مغرب تک قرآن خوانی ہوگی۔ اُسی دن شب میں بعد نماز عشا اور دوسرے دن (۱۹ ربیع الاول) صبح سے دوپہر تک سماع کی محفلیں ہوں گی۔

حسب ذیل غزل حضرت سلطان المحبوبینؒ کی شان میں اور حضرت مولانا صاحبؒ کی تاریخ وصال وزد صاحب نے بغرض اشاعت بھیجی ہے جو ہدیہ ناظرین ہے۔

غزل

بادشاہ عرفا شاہ حبیب حیدر ہو، تاج بخش فقرا شاہ حبیب حیدر
بھی عزت ہو گیا جاؤں غلاموں میں ترے ہو، دلکشا روح فزا شاہ حبیب حیدر
کو ہو لطف فزوں دیجئے وہ جام مجھے ہو، صدقۂ آل عبا شاہ حبیب حیدر
بار بیڑا ہو جو ہو جائے تری ایک نظر ہو، مرشد خلق خدا شاہ حبیب حیدر
صاف آئینہ کی صورت یہ مرا دل ہو جائے ہو، اے شہ ملک صفا شاہ حبیب حیدر

وزد پر ہو نظر لطف برائے حسینؑ
یا انیس الغربا شاہ حبیب حیدر

قطعہ تاریخ

صد حیف تقی حیدر افسوس مہ انور ہو، از دیدۂ عالمیان آمد بحجاب اندر
خود رفت دران عالم بے پیر ہو گویم ہو، بگذاشت درین عالم مارا بخراب اندر
طفرائے جمال او دین جذب کمال او ہو، تاریخ وصال او ہم یافت حساب اندر
آن پیر طریقت را واللہ حسان مہنیم ہو، ہجرانم دگر یا نم ہر لحظہ بخواب اندر
از شاہ حبیب حق چون خرقۂ بیعت یافت ہو، فی الجملہ مکمل شد عارف بشباب اندر
مشہور کمال حق شیدائے جمال حق ہو، شادان بوصال حق آمد بہ نقاب اندر

از سال وصال او لئے وزد سر دست گفت
اکلیل بقا آمد ہر سے بہ تراب اندر

فہرست باقی داران چندہ "کاکوری اخبار"
من ابتدائے مئی ۱۹۳۶ء لغایتہ اپریل ۱۹۴۱ء

کاکوری:- منشی معز الدین حسین صاحب عہر۔ منشی محمد احتشام علی صاحب عہر منشی احترام علی صاحب علوی عہر۔ منشی اظہر علی صاحب عہر۔ مولوی مقبول الدین صاحب علوی ۸ر۔ شیخ فخر الحسن صاحب ۸ر۔ قاضی نثار احمد خان صاحب ۶ر۔ شیخ مبین علی صاحب عباسی ۱۰ر۔ مولوی طاہر حسن صاحب علوی سہر۔ خواجہ عزیز احمد صاحب علوی ۱۰ر لکھنؤ:- بیگم صاحبہ مولوی وزیر احمد صاحب علوی ۱۲ر۔ بیگم صاحبہ مولوی سید ظہور الدین احمد صاحب سہر۔ بیگم صاحبہ منشی عبد الصمد صاحب ۱۲ر۔ بیگم صاحبہ شیخ شاہد حسین صاحب مرحوم ۱۰ر۔ بیگم صاحبہ شیخ حبیب اللہ صاحب عہر۔ سید عارف حسین ایم۔ اے ۳ر۔ حافظ منظور حسن صاحب علوی ۵ر۔ بابو ترلوکی سنگھ صاحب للعہ۔ رائے بہادر بابو پراگ دیال صاحب للعہ قاضی خادم حسین صاحب عہر۔ سید احتشام علی صاحب ایڈوکیٹ سہر۔ خان صاحب ڈاکٹر سید معراج رسول صاحب۔ سہر۔ مولوی سید ظہور الدین احمد صاحب ۱۰ر۔ مولوی حبیب الدین صاحب ۸ر منشی عبد الصمد صاحب پنشنر تحصیلدار سہر۔ مولوی اقتدا علی صاحب عباسی سہر۔ مولوی نظم الدین حیدر صاحب وکیل ۵ر منشی احسان حسین صاحب علوی ۵ر۔ مولوی معروف الدین صاحب علوی ۵ر۔

ہر دو نجات:- سید احمد حسین صاحب رضوی بی۔ اے ۔ عہر سید محمود حسین صاحب رضوی۔ بی۔ اے ۳ر۔ منشی محمد اصغر علی صاحب (چھٹے پور) ۲ر۔ بیگم صاحبہ مولوی سمیع الدین صاحب (زمانہ قیام بجنور) عہر

منشی اسرارالحق صاحب عرف بنے میاں (شاہجہانپور) عہ۔ بیگم صاحبہ
منشی سید حسن صاحب تحصیلدار للعہ۔ ڈاکٹر مولوی عبدالوکیل صاحب (نانڈیر) عہ
منشی یعقوب علی صاحب (جے پور) عہ۔ مولوی عزیزالدین صاحب (بیدر) عہ
منشی یونس حسن صاحب علوی۔ ایم۔ اے (کانپور) عہ۔ منشی حمیدالدین
صاحب (جے پور) ے۔ منشی مرتضےٰ علی صاحب (جے پور) ے۔
منشی مودود علی صاحب (بارہ بنکی) ے۔ مولوی کلیم الدین صاحب علوی وکیل (آگرہ) عہ
مولوی شمیم الدین صاحب علوی (حیدرآباد) ے۔ چودہری محمد زکی صاحب
صدیقی (بہرائچ) ے۔ قاضی مختار احمد خاں صاحب عباسی (بابو پور) ے
چودہری حشمت علی صاحب (ہردوئی) ے۔ سید اقبال حسین صاحب (ہردوئی) عہ
حکیم وسیم الدین صاحب (اوناؤ) ے۔ حکیم ریاض رسول صاحب (نانپارہ) ے۔
چودہری جمیل اشرف صاحب (قصبہ کرسی) ۱۲ر۔ مولوی عظیم الدین صاحب علوی (کلکتہ) عہ
بابو اُمکار ناتھ صاحب وکیل (لکھیم پور) ے۔ منشی علی اختر صاحب
عباسی (بارہ بنکی) ے۔ منشی محمد ایوب صاحب وکیل (گونڈہ) ے۔
شیخ شاکر علی صاحب عباسی بیرسٹر (گورکھپور) ے۔ مشیرالملک
عالیقدر قاضی علی حیدر خان صاحب عباسی (بھوپال) ے۔
منشی مظہر علی صاحب علوی ایم۔ اے، ایڈوکیٹ (کراچی) عہ۔
منشی سراج احمد صاحب علوی فانی۔ ایم۔ اے (گورکھپور) ے۔
چودہری عبدالرشید صاحب (رائے بریلی) ۱۲ر۔ منشی عبدالمجید خاں صاحب
(اعظم گڈھ) عہ۔ سید کاظم رضا صاحب (بنارس) عہ۔
شیخ محمد یونس صاحب عباسی (بہگولی ضلع بارہ بنکی) ۱۲ر۔ بیگم صاحبہ
چودہری اکبر حسین صاحب سشن جج۔ عہ۔ مولوی حکیم الدین صاحب علوی (بیدر) عہ
منشی غلام حسنین صاحب حیدری (بزمانہ قیام بارہ بنکی لکھنؤ) للعہ۔
ماسٹر مختار احمد صاحب (بارہ بنکی) عہ۔ منشی محمد نبی اللہ صاحب (بھوپال) للعہ
قاضی اسرار علی خاں صاحب عباسی (بزمانہ قیام گونڈہ) ے۔
نواب عبدالکریم خاں صاحب (شاہ آباد) ے۔ بیگم صاحبہ حافظ نصیر احمد
صاحب علوی (اورنگ آباد) للعہ۔ مولوی غلام محی الدین صاحب
(ضلع پربہنی) عہ۔ شیخ حسام علی صاحب عباسی (قصبہ دیوہ) ۱۲ر
ایچ۔ آر قدوائی صاحب (حیدرآباد) عہ۔ منشی وحید الدین صاحب
(ریاست جے پور) ے۔ منشی عبدالزکی صاحب (حیدرآباد) للعہ

منشی زکی علی علوی (بزمانہ قیام گورکھپور) عہ (رعایتی) میر نذر علی صاحب
علوی (اورنگ آباد) ۱۲ر۔ منشی اصطفا علی صاحب علوی بی۔ اے (کانپور) عہ
منشی سعیدالدین صاحب (جے پور) عہ۔ سید نقی احمد صاحب ہاشمی (سندیلہ) عہ۔
منشی عبدالکریم صاحب علوی (بارہ بنکی) للعہ۔ مولوی صادق علی صاحب (اٹاوہ) عہ
منشی حسن احمد صاحب ضیائی (حیدرآباد) عہ۔ مولوی منعم الدین صاحب
(جالنہ) عہ۔ منشی مسعود احمد صاحب (حیدرآباد) ے۔ منشی عبدالقیوم
صاحب (کانپور) ے۔ ڈاکٹر سید اکرام حسین صاحب (کسمنڈی) عہ۔
بابو رام نرائن لال صاحب کھرے (عنبر) ے۔ حکیم محمد احمد صاحب
علوی (مین پوری) ے۔ مولوی سخاوت اللہ صاحب (ضلع ناندیر) ے
منشی عبدالحمید صاحب علوی بی۔ اے (کلکتہ) ے۔ مولوی عبدالوکیل صاحب
صابری القادری (ناندیر) عہ۔ منشی کاظم رضا صاحب علوی ایم۔ اے
(حیدرآباد) عہ۔ منشی نیاز علی صاحب علوی (حیدرآباد) عہ۔
منشی ولی حسن صاحب علوی (پربہنی) ے۔ مولوی بدرالدین خاں صاحب
علوی (ضلع جالون) ے۔ منشی رضی الحسن صاحب علوی رضی (ضلع اورنگ آباد) ے
منشی نبی الحسن صاحب علوی شمیم بی۔ اے (حیدرآباد) عہ۔ مولوی
خلیل احمد صاحب عباسی (ریاست میواڑ) عہ۔ سید مشیر علی صاحب
عباسی (آگرہ) ے۔ منشی بشیر احمد صاحب علوی بی۔ اے (کریم نگر) ے
مولوی قطب الدین صاحب علوی (کانپور) ے۔ بیگم صاحبہ منشی یوسف علی
صاحب (دیجاپور) ے۔ کل میزان ۳۰۲ عہ۔

نوٹ: جن حضرات کی بقایا رقم وصول ہو گی اُس کی باضابطہ رسید کے علاوہ اُن کے نام بھی اخبار میں شائع کر دیئے جائینگے۔

(بسلسلہ متفرقات)

(۱) ۱۵ر جنوری سنہ کی فوجداری کے نتیجہ میں جو مرگ مفاجات ہوئی تھی اور جسکے سلسلہ میں پولیس نے تین اشخاص کا چالان کیا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ مجسٹریٹ نے تینوں اشخاص کو حسب دفعہ ۳۰۴ تعزیرات ہند سشن سپرد کر دیا ہے۔ سنا گیا ہے کہ تینوں ملزمان کی درخواست ضمانت جج صاحب نے منظور کر لی اور وہ لوگ رہا ہو کر گھر آ گئے ہیں۔

(۲) فرزند سیارام دھوبی ساکن احاطہ کرامت اللہ خاں ۱۴ر اپریل سنہ کو ۱۰ بجے دن کے وقت ساگر تالاب میں ڈوب گیا تھا۔ لڑکے کی عمر

باہتمام سید توسل حسین پرنٹنڈ نیشنل برقی پریس لکھنؤ میں چھپوا کر سید محمد مشیرالدین نے دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ دلال الی کاکوری سے شائع کیا۔